

دعوت کا معنی

سب سے پہلے آئیے ہم جانیں کہ دعوت کا معنی کیا ہے؟ ”دعوة“ عربی فعل دعا سے ماخوذ ہے، جس کا معنی ہے ”بلانا“ اور دعوة کا معنی ہے کسی کو بلانا یا دعوت دینا۔ یہ لفظ مسلم اور غیر مسلم دونوں کو اسلام کی طرف بلانے کے لئے استعمال ہوتا ہے اور مسلموں کے لئے اس طرح کہ وہ اسلام میں مکمل طور سے داخل ہو جائیں اسی کی تعلیمات کو اپنائیں اور ہر امور میں اسی کے فیصلہ کو تسلیم کریں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرہ میں فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً

(بقرہ: ۲۰۸)

اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔

کچھ لوگ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ لفظ دعوة صرف غیر مسلموں کو اسلام کی طرف بلانے کے لئے استعمال کیا جائے حالانکہ صحیح بات تو یہ ہے کہ جو بھی لفظ اس معنی کی وضاحت کے لئے استعمال کیا جائے درست ہے۔ (دعوت کیلئے تبلیغ کا بھی لفظ استعمال کیا جاسکتا ہے جو کہ بلاغہ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہے پہنچانا۔) اور اس مضمون کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے اندر دعوت کی اہمیت و ضرورت، مسلموں اور غیر مسلموں کو اسلام کی طرف بلانے کے لئے ایک جذبہ اور احساس پیدا کیا جائے۔

عظیم مرتبہ اور ذمہ داری

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے نکالے گئے ہو، تم بھلائیوں کا حکم دیتے، اور برائیوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ (سورہ آل عمران ۱۱۰: ۳)

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ”خیر امت“ یعنی بہترین امت کہا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ بھی بتاتے ہیں کہ ہم ”ساری انسانیت کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ نہ کہ صرف خود کے لئے لیکن ہمیں یہ مرتبہ کیسے ملتا ہے؟ اس آیت کے مطابق جو ذمہ داری ہمیں یہ مقام دیتی ہیں وہ یہ ہیں:

☆ تم بھلائی کا حکم دیتے ہو۔

☆ برائیوں سے روکتے ہو۔

☆ اللہ پر یقین رکھتے ہو۔

یہ ذمہ داریاں ہیں جو ہمیں ”خیر امت“ بناتی ہے جب ہم دنیاوی قانون کو دیکھیں تو ہمیں ملے گا کہ جہاں مرتبہ اور مقام ہے وہاں ذمہ داری بھی ہے اور جتنا بلند مقام ہوگا اتنی ہی عظیم ذمہ داری بھی ہوگی۔

”تم بھلائی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔“ یہ قرآن میں سورہ آل عمران ۱۱۴: ۳، سورہ توبہ ۷: ۹، سورہ توبہ ۱۱۲: ۹، سورہ حج ۴۱: ۲۲، اور سورہ لقمان ۳۱: ۱۷ میں بھی ہیں۔

ساری انسانیت کے لئے گواہ

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں:

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا

اور اسی طرح ہم نے تمہیں عادل امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول ﷺ تم پر گواہ ہو جائیں۔ (سورہ بقرہ: ۱۴۳)

اللہ تعالیٰ نے یہاں واضح کیا کہ ہم بہت ہی انصاف پسند امت ہیں اور ہمیں ذمہ داری دی گئی ہے کہ ہم اسلام کا پیغام سارے انسانوں تک پہنچائیں۔

اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ پر گواہ بننے کی ذمہ داری رکھی ہے اللہ تعالیٰ کے رسولوں نے اپنی اس حق کی گواہی کی ذمہ داری کو ساری انسانیت تک پہنچایا، اور اسی سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے

اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو بھیجا اب چونکہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آنے والا اس لئے حق پہنچانے کی ذمہ داری محمد ﷺ کے تابعین کو جاتی ہے۔
تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول ﷺ تم پر گواہ ہو جائیں۔

سب سے اچھی بات والا کون ہے؟

بات کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا:

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ

اور اس سے اچھی بات والا کون ہوگا جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ (نصائت: ۴۱: ۳۳)

اللہ کی طرف سے دی گئی نعمت کلام کا سب سے بہترین استعمال یہ ہے کہ لوگوں کو اس کے ذریعہ اللہ کی طرف بلا جائے۔

غور کیجئے! دعوت کے بارے میں خبر کے بعد اللہ تعالیٰ کہتے ہیں ”اور نیک عمل کرنے“۔ معلوم ہوا کہ جو اللہ کی طرف بلاتا ہو وہ اس پر خود بھی عمل کرے۔

کہو! اللہ ایک ہے۔

اللہ تعالیٰ سورہ اخلاص میں فرماتے ہیں:

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ . اللَّهُ الصَّمَدُ . لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ . وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ

(اخلاص: ۱۱۲: ۱-۴)

کہو! اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ اس نے کسی کو پیدا کیا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔

کبھی کبھار ہم اس مختصر سی سورہ کو نمازوں میں پڑھتے ہیں لیکن اکثر لوگ ایک اہم نقطہ پر دھیان نہیں دیتے جس سے بات کی شروعات کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سورہ کو لفظ ”قل“ سے شروع کر رہے ہیں جس کا معنی ہے ”کہو“ وہ اللہ ایک ہے۔ کہو اس سے جو یہ کہتے ہیں کہ معبود تینتیس کروڑ ہیں کہ ”وہ ایک ہے“ کہو ان سے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ معبود تین ہیں کہ ”وہ اللہ ایک ہے“ نہ کہ تین۔ کہو ان سے جو مانتے تو ہیں کہ اللہ ایک ہے لیکن اس کے علاوہ اوروں کی بھی عبادت کرتے ہیں کہ ”اللہ ایک ہے“۔

تمہارے لئے ایک عظیم انعام سے بہتر ہے۔

محمد ﷺ نے کامیابی کی راہ کی طرف لوگوں کو بلانے کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

فَوَاللَّهِ لَآنْ يَهْدِيَ بِكَ رَجُلٌ وَاحِدٌ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ

اللہ کی قسم تمہارے ذریعہ کوئی ایک آدمی بھی (اللہ کے راستہ کی طرف) ہدایت پا جائے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹ سے بہتر ہے۔

سرخ اونٹ اس دور کا سب سے بڑا انعام تھا جو اس زمانہ کی مرسڈیز کے برابر ہے لہذا اس طرح بھی کہا جاسکتا ہے ”اللہ کی قسم تمہارے ذریعہ کوئی ایک آدمی بھی (اللہ کے راستہ کی طرف) ہدایت پا جائے تو یہ تمہارے لئے مرسڈیز بنز سے بہتر ہے۔“

کون اس انعام کو لینا چاہے گا؟ تم کسی آدمی کو اسلام کے متعلق بتلاؤ چاہے وہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔ تم نہیں جانتے ہو کہ اگر اللہ نے اسے ہدایت دے دی تو یہ تمہارے لئے کئی عظیم انعامات سے بہتر ہوگا۔

کچھ صدقہ کرو

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ

بہترین بات کہنا بھی صدقہ ہے۔

اگر ہم اخلاص کے ساتھ کسی بندے کو غلط کام سے روکیں گے اور بھلی بات کی طرف رہنمائی کریں گے تو اس پر ہمیں صدقہ کا ثواب ملے گا۔ آج اکثر لوگ سماجی خدمات کے کاموں کو پسند کرتے ہیں لیکن کیا وہ جانتے ہیں کہ اسلام کی طرف دعوت دینا سب سے عظیم سماجی خدمت ہے۔ آخرت کی تکلیف اور مصیبت زیادہ تکلیف دہ اور ناقابل استعطاعت ہے دنیا کی تکلیف

کے مقابلہ میں۔ جب تم لوگوں کی دنیا کی تکلیف کو دور کرتے ہو تو ان کی آخرت کی مصیبت کو دور کرنے کے لئے بھی کچھ کرو۔
کچھ علم چھوڑ دو اس سے پہلے کہ آپ یہاں سے جائیں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ
إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ
أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ
أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ

جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے سارے عمل منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین چیزوں کے سوائے صدقہ جاریہ کے یا نفع دینے والے علم کے یا پھر کوئی نیک لڑکا جو اس کے لئے دعا کرے۔

ہر وہ علم جو اللہ نے آپ کو دیا ہے اسے دوسروں تک پہنچاؤ یہ آپ کو مرنے کے بعد بھی فائدہ بھی دے گا (ان شاء اللہ) اگر آپ اچھے طریقہ سے بات نہیں کر سکتے تو پمفلٹ دیجئے کسی کو کوئی کتابچہ دیجئے یا آڈیو کیسیٹ ہی دیجئے، کچھ بھی کیجئے..... اور اوپر دی گئی حدیث کے مطابق اپنے لئے ثواب کو جاری کر لیجئے۔

سینچر کے دن کے معاملہ میں بنی اسرائیل کی مثال

اللہ تعالیٰ نے ہمیں بنی اسرائیل کی مثال دی اور سورہ اعراف میں فرمایا:

وَاسْأَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرْعًا وَ يَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ
لَا تَأْتِيهِمْ كَذَلِكَ نَبْلُوهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ

اور آپ ان لوگوں سے اس بستی والوں کا جو کہ دریا کے قریب آباد تھے اس وقت کا حال پوچھئے، جب کہ وہ ہفتہ کے بارے میں حد سے نکل رہے تھے جب کہ ان کے لئے ہفتے کے روز مچھلیاں ظاہر ہو ہو کر ان کے سامنے آتی تھیں اور جب ہفتہ کا دن نہ ہوتا تو ان کے سامنے نہ آتی تھیں ہم ان کی اس طرح پر آزمائش کرتے تھے اس سبب سے کہ وہ فسق (بے حکمی) کیا کرتے تھے۔

(اعراف ۷: ۱۶۳)

اور جب کہ ان میں سے ایک جماعت نے یوں کہا کہ تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جن کو اللہ بالکل ہلاک کرنے والا ہے یا ان کو سخت سزا دینے والا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے رب کے روبرو عذر کرنے کے لئے اور اس لئے کہ شاید یہ ڈر جائیں۔ سو جب وہ اس کو بھول گئے جو ان کو سمجھایا جاتا تھا تو ہم نے ان لوگوں کو تو بچا لیا جو اس بری عادت سے منع کیا کرتے تھے اور ان لوگوں کو جو کہ زیادتی کرتے تھے ایک سخت عذاب میں پکڑ لیا اس وجہ سے کہ وہ فسق (بے حکمی) کیا کرتے تھے۔ یعنی جب وہ جس کام سے ان کو منع کیا گیا تھا اس میں حد سے نکل گئے تو ہم نے ان کو کھم دیا تم ہندو ذلیل بن جاؤ۔

آیت نمبر ۱۶۴ بتاتی ہے کہ

وَإِذَا قَالَتْ أُمَّةٌ لِّمَ تَعْطُونَ قَوْمًا أَلَلَّهُمْ مَهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا قَالُوا مَعذِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ

جب وہ لوگ جو ڈراتے تھے ان سے پوچھا گیا کہ تم ایسوں کو کیوں ڈراتے ہو جنہیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے؟ تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم انہیں ان وجوہ سے ڈراتے ہیں جیسا کہ ۱۶۴: ۷، اعراف میں بتایا گیا ہے۔

”انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے رب کے روبرو عذر کرنے کے لئے اور اس لئے کہ شاید یہ ڈر جائیں۔“

☆ تمہارے رب کے سامنے اپنی جت کو پوری کرنے کے لئے (اس طرح اللہ کی دی ہوئی ذمہ داری پوری کرنے کے لئے)

☆ ممکن ہے کہ وہ اللہ سے ڈر جائیں۔ یہ وجہ ہے کہ ہم انہیں دعوت دے رہے ہیں۔

سورہ اعراف ۷: آیت ۱۶۵ کہتی ہے

فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ أَنْجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَ أَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ
 ”ہم نے ان لوگوں کو تو بچا لیا جو اس بری عادت سے منع کیا کرتے تھے اور ان لوگوں کو جو زیادتی کرتے تھے ایک سخت عذاب میں پکڑ لیا فسق کرنے کی وجہ سے۔“
 اسی طرح اگر کسی سماج میں گنہگار لوگ ہوں اور برائی سے روکنے والے بھی ہوں تو جب اللہ کا عذاب آئے گا وہ لوگ اس عذاب سے محفوظ رہ جائیں گے جو لوگوں کو برائیوں سے روکا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ سورہ ہود ۱۱: ۱۱۶ میں فرماتے ہیں

فَلَوْلَا كَانَتْ مِنَ الْقُرُونِ مِنْ قَبْلِكُمْ أُولُوا بَقِيَّةٍ يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّنْ أَنْجَيْنَا لَهُمْ وَ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أَتَوْا فِيهِ وَ كَانُوا مُجْرِمِينَ
 پس کیوں نہ تم سے پہلے زمانہ کے لوگوں میں سے ایسے نیک لوگ ہوئے جو زمین میں فساد پھیلانے سے روکتے سوائے ان چند کے جنہیں ہم نے ان میں سے نجات دی تھی ظالم لوگ تو اس چیز کے پیچھے پڑ گئے جس میں انہیں آسودگی دی گئی تھی اور وہ گنہگار تھے۔

اللہ کے رسول ﷺ کا حکم اور صحابہ کا طرزِ عمل

اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری سال، حجۃ الوداع ۱۰ ہجری میں عرفات کے مقام پر صحابہ کی ایک بڑی جماعت کے درمیان کہا تھا

لِيُبْلِغَ الشَّاهِدَ الْغَائِبَ فَإِنَّ الشَّاهِدَ عَسَى أَنْ يَبْلُغَ مَنْ هُوَ أَوْعَى مِنْهُ

چاہیے کہ حاضر غائب کو پہنچا دے ممکن ہے کہ موجود اس تک (میری بات کو) پہنچائے جو اسے زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔ (بخاری: ۶۷۰)
 صحابہ نے اس حکم کو سمجھا اور نتیجہ انہوں نے اسلام کی تعلیم کو پھیلا یا۔ اسی طرح اللہ کے نبی ﷺ کی زندگی کا ایک بڑا حصہ دعوتی طور پر گزرا۔

کچھ عام بہانے

پہلا بہانہ: جب میں ان کی غلطی سدھاروں گا تو وہ برا محسوس کریں گے۔

اللہ تعالیٰ سورہ توبہ ۹: ۲۴ میں فرماتے ہیں

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَ أَبْنَاؤُكُمْ وَ إِخْوَانُكُمْ وَ أَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيرَتُكُمْ وَ أَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ

مَسَاكِينُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَ رَسُولِهِ وَ جِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ

آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے لڑکے اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے قبیلہ اور تمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو اور وہ جو یلیاں جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ کے جہاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں، تو تم اللہ کے حکم سے عذاب کے آنے کا انتظار کرو، اور اللہ فاسق قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں آٹھ چیزیں بتلائی ہیں جس سے لوگ بہت زیادہ محبت کرتے ہیں، ہمارے باپ، بھائی،..... پھر اللہ خبردار کرتا ہے اگر یہ آٹھ چیزیں تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو تم اللہ کے حکم کے آنے کا انتظار کرو۔ کیا تم ان سے اللہ، اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبت کرتے ہو؟ کیا ان کی خوشی اور ان کی ناخوشی تمہارے لئے زیادہ معنی رکھتی ہے؟ تم اللہ کی خوشی کو زیادہ ترجیح دیتے ہو یا ان کی خوشی کو؟ اگر ایسا ہے! تو اللہ کے فیصلہ کے آنے کا انتظار کرو! پیغام کو پیش کرو اور ایسے حالات کا انتظار مت کرو۔

دوسرا بہانہ: ”میں اپنے کام سے کام رکھتا ہوں“

ان لوگوں کی مثال جو کشتی میں سوار تھے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

مَثَلُ الْقَائِمِ عَلَى حُدُودِ اللَّهِ وَالْوَاقِعِ فِيهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهْمُوا عَلَى سَفِينَةٍ فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَعْلَاهَا وَبَعْضُهُمْ أَسْفَلُهَا فَكَانَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا إِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَاءِ مَرُّوا عَلَى مَنْ فَوْقَهُمْ فَقَالُوا لَوْ أَنَّا خَرَقْنَا فِي نَصِيبِنَا خَرْقًا وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا فَإِنْ يَتْرُكُوهُمْ وَمَا أَرَادُوا هَلَكُوا جَمِيعًا وَإِنْ أَخَذُوا عَلَى أَيْدِيهِمْ نَجَوْا ۚ وَنَجَوْا جَمِيعًا

اللہ کے حدود پر قائم رہنے والے اور اس میں گھس جانے والے کی مثال ایسے لوگوں کی سی ہے جنہوں نے ایک کشتی کے سلسلہ میں قعرہ ڈالا، جس کے نتیجے میں بعض کو اوپر کا حصہ ملا اور کچھ کو نیچے کا۔ پس جو لوگ نیچے والے تھے انھیں پانی لینے کے لئے اوپر والوں سے گزرنا پڑتا تھا انہوں نے سوچا کیوں نہ ہم اپنے ہی حصہ میں سوراخ کر لیں تاکہ اوپر والوں کو ہم کوئی تکلیف نہ دیں اب اگر اوپر والے بھی نیچے والوں کو من مانی کرنے دیں گے تو تمام کشتی والے ہلاک ہو جائیں گے اور اگر اوپر والے نیچے والوں کا ہاتھ پکڑ لیں تو یہ خود بھی بچیں گے اور ساری کشتی والے بھی بچ جائے گے۔

(بخاری: ۲۳۶۱)

آج دنیا میں ہمارے آس پاس کئی لوگ کشتی کی تہہ میں سوراخ بنا رہے ہیں۔ اگر ہم پھر بھی خاموش رہیں اپنے کام سے کام رکھا؟ اور ہم نے انھیں نہیں روکا، ورنہ ان کے ساتھ ہم بھی ڈوب جائیں گے اگرچہ ہم سوراخ کرنے والوں میں سے نہیں۔

”میں اپنے کام سے کام رکھتا ہوں“۔ کیا یہ سوچ ہمیں بچا سکتی ہیں۔ اور تو اور یہ تمام مسلمانوں کا کام ہے کہ وہ لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچائیں اگر آپ حقیقت میں اپنے کام سے کام رکھتے ہو تو تمہیں دوسروں کے ساتھ مشغول رہنا اور ان تک پیغام پہنچانا ہوگا۔

تیسرا بہانہ: ”میرے پاس تو علم ہی نہیں“۔

نبی ﷺ نے چودہ سو سال پہلے یہ کہہ کر اس سوال کا جواب دے دیا تھا

بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً

(بخاری: ۳۲۷۴)

”تم میری جانب سے پہنچا دو اگرچہ وہ ایک ہی آیت کیوں نہ ہو“۔

جو بھی علم اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے اس کے پاس ہو تو اس کا دوسروں تک پہنچانا ضروری ہے۔ اس کے پاس کوئی بہانہ ہی نہیں اگر وہ ایک آیت بھی جانتا ہے۔ اور یہ بہت ہی ناممکن بات ہے کہ ایک مسلمان کو اسلام کی ایک چیز کے بارے میں بھی نہ معلوم ہو۔ لہذا وہ اسے دوسروں تک پہنچا دے۔ اگر تمہیں اسلام کے درست ذریعوں میں سے کسی ایک سے بھی کوئی بات معلوم ہو تو آپ کے لئے ضروری ہے کہ آپ اس پیغام کو دوسروں تک پہنچائیں اللہ کی دی ہوئی طاقت کے مطابق۔

خطرات

کس طرح خطرات سے بچیں۔ اس حدیث کو دوبارہ خاص تاکید کے ساتھ حلی لفظوں میں پڑھیں

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً (بخاری: ۳۲۷۴)..... وَمَنْ كَذَبَ عَلَىٰ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (بخاری: ۱۱۰)

”تم میری جانب سے پہنچا دو اگرچہ وہ ایک ہی آیت کیوں نہ ہو..... اور جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے“۔

”میری جانب سے پہنچا دو“، یعنی محمد ﷺ کی بات کو محمد ﷺ نے ہمیں قرآن اور حدیث دی۔ اب ہمیں ضرورت ہے کہ ہم اسی ثابت ذریعہ کو پھیلانیں اور آخری حصہ تو ہمیں ایک خطرناک دھمکی دیتا ہے جو کوئی محمد ﷺ کی طرف جھوٹی بات کی نسبت کرے گا تو یقیناً وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے۔

اس لئے اگر تمہیں کوئی یقینی بات نہ معلوم ہو تو کہہ دو ”میں نہیں جانتا ہوں“ یہ لفظ کہتے وقت ہمیں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہونا چاہیئے۔ ہمیں اسی چیز کے پہنچانے کی ذمہ داری دی گئی ہے جسے ہم جانتے ہوں، اب جو ہم نہیں جانتے تو ضروری ہے کہ ہم اس کے بارے میں جہالت میں کوئی بات بھی نہ کریں۔

”دین“ موثوق ذریعوں کا نام ہے نہ کہ ہماری سوچ اور ہمارے خیالات کا۔ دعوت میں ہمارا مقصد صرف اور صرف یہ ہو کہ اللہ کی خوشنودی حصول ہو جائے نہ کہ دنیا والوں کی تعریف یا دنیا کے کسی فائدہ کا حصول۔ اگر ایسا ہوا تو انسان کے لئے کتنا بڑا خسارہ ہے ”دعوت میں اپنی خواہشات کو داخل کر کچنم کی آگ کے ساتھ مت کھیلو۔ اللہ تعالیٰ سورہ نحل ۱۶:۴۳ میں فرماتے ہیں

فَأَسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

(نحل ۱۶:۴۳، انبیاء ۲۱:۷۰)

”اگر تم نہیں جانتے ہو تو جاننے والوں سے پوچھ لو“

چوتھا بہانہ: ”لوگ نہیں سنتے“

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں

فَذَكِّرْ إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرَىٰ . سَيَذَكِّرُ مَنْ يَخْشَىٰ وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَىٰ
آپ نصیحت کرتے رہیں اگر نصیحت کچھ فائدہ دے۔ ڈرنے والا تو نصیحت حاصل کریگا۔ (ہاں) بد بخت اس سے گریز کریں گے۔ جو بڑی آگ (یعنی دوزخ) میں جائیں گے۔

(الاعلیٰ ۷:۱۳-۹)

دعوت ان لوگوں کو فائدہ دے گی جو خالق اعظم کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں اور اخلاص رکھتے ہیں۔ اور یہ ان لوگوں کو فائدہ نہیں دے گی جو مایوس ہو گئے ہوں۔ لوگوں میں نیک لوگ بھی ہیں اور برے بھی۔ اس لئے ہر شخص کے سامنے دعوت پیش کر ہی دیں اور معاملہ اللہ کے حوالے کر دیں۔ اسی طرح اللہ نے قرآن کریم میں فرمایا:

فَذَكِّرْ! إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيِّرٍ

(ناشہ ۸۸:۲۲-۲۳)

تم نصیحت کرو یقیناً آپ نصیحت کرنے والے ہیں۔ آپ ان پر نگہبان نہیں۔

ہمارا کام صرف انسانوں کو یاد دلانا، انہیں مشورہ دینا اور انہیں دعوت دینا ہے، ہم لوگوں کے دل کے حالات کو پھیرنے والے نہیں۔ ہدایت دینا تو صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

پانچواں بہانہ: ”تم اپنی راہ پر رہو اور میں اپنی راہ پر“

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو ایک راستے کی طرف بلا کر دوسرے رستوں سے روک کر آپس میں اختلاف پیدا نہیں کرنا چاہتے۔ اور وہ سورہ کافرون ۱۰۹:۱ آیت ۶ دلیل میں پیش کرتے ہیں۔

لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ

”تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین“

لیکن یہ حجت درست نہیں۔ آئیے ہم پوری سورہ پڑھیں

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ، لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ،

وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ، وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ،

وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُمْ ، وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ

کہہ دیجئے! اے کافروں۔ میں نہیں عبادت کروں گا جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور نہ تم عبادت کرو گے جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ اور نہ میں عبادت کروں گا جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور نہ تم عبادت کرو گے جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین۔

(کافرون ۱۰۹:۱-۶)

یہ آیتیں اس وقت نازل ہوئی جب مشرکین مکہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور ان لوگوں نے کہا کہ ایک سال تم ہمارے معبودوں کی عبادت کرو اور ایک سال ہم تمہارے معبود کی عبادت کریں گے یہ آیتیں حقیقت میں بتاتی ہیں کہ دین میں کوئی سمجھوتہ نہیں۔

اگر لوگ گمراہی کی اتباع کرتے ہیں اور داعی کی بات پر دھیان نہیں دیتے بلکہ بیجا سمجھوتہ کی بات کرتے ہیں اور حق ماننے کی بجائے اسے ہی گمراہی کی طرف بلاتے ہیں تو داعی کو صاف طور سے کہہ دینا چاہئے کہ اگر تم اپنی گمراہی پر اڑے رہنا چاہتے ہو تو رہیں تمہاری اتباع کرنے والا نہیں، اس کا معنی یہ نہیں کہ داعی ان لوگوں کو صحیح یا غلط راہ کا اختیار دے رہا ہے۔ یہ آیت کیسے دلیل ہو سکتی ہے جب کہ اب تک اس نے کسی مشرک یا غلطی کرنے والے کو دعوت ہی نہیں دی اور جب ہم نبی ﷺ کو دیکھتے ہیں تو نبی ﷺ برابر ہر ایک کو دعوت دیتے رہے۔ اس کے مقابلہ میں قرآن کریم اور حدیث نبوی ﷺ میں بے شمار دلائل ہیں جو اسلام کے پھیلانے کی طرف رغبت دلاتے ہیں۔ نبی ﷺ کی بعثت کا مقصد تو حق اور باطل، غلط اور صحیح کے درمیان ایک کھلی لکیر کھینچنا تھا اور جب انہوں نے حق اور باطل کو واضح کیا تو ہم ان کے متبعین کیوں نہیں کر سکتے؟

کچھ خطرناک دھمکیاں

آدمی خسارے میں ہے سوائے.....

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں

وَالْعَصْرِ . إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ، إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ .

(عصر ۱۰۳: ۱-۳)

قسم ہے زمانہ کی!، یقیناً انسان خسارے اور گھٹاٹے میں ہیں۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیا حق کی اور صبر کی تلقین کی۔ قرآن کی یہ چھوٹی سی سورہ اللہ کی طرف سے ایک بڑی دھمکی پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمانہ کی قسم کھاتے ہوئے یہ واضح کر دیا کہ ساری انسانیت خسارے میں ہے، یہ خسارہ بڑا خسارہ ہے اور عربی لفظ ”خسر“ بڑا سخت معنی رکھتا ہے یعنی ایسا آدمی جو بالکل برباد ہو گیا ہو۔ یہ ساری وعیدیں ان تمام لوگوں کے لئے ہے جو ان چار صفات سے خالی ہوں جس کا ذکر سورہ عصر کی تیسری آیت میں کی گئی ہے اور اس میں سے تیسری صفت والا بندہ جو کبھی خسارے میں نہیں ہوگا وہ ہیں جو ”لوگوں کو حق کی وصیت کرتے ہیں“۔ یہ بھی نیک اعمال میں شامل ہے لیکن اللہ نے ایک دوسرے کو حق کی طرف بلانے اور اسلام کی طرف دعوت دینے کو الگ سے ذکر کیا تاکہ لوگوں پر اس کی اہمیت واضح ہو جائے۔ کیا ہم اس ذمہ داری کو نظر انداز کر سکتے ہیں؟ کیا ہم اس چھوٹے سے نقصان کو بڑے نقصان سے بچنے کے لئے نہیں جھیل سکتے؟

اللہ کی لعنت کوئی چھوٹی چیز نہیں

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ

مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ

أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ .

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُّوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ

وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

یقیناً جو لوگ واضح دلائل اور وہ ہدایت جو میں نے نازل چھپاتے ہیں جب کہ میں کتاب میں اسے واضح کر دیا ایسوں پر اللہ کی لعنت اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے توبہ کر لی اور اصلاح کر لی اور کھول کھول کر بیان کر دیا تو ایسوں کی توبہ میں قبول کرتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا ہوں۔ (بقرہ ۱۵۹: ۱۶۰)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بتایا کہ جو لوگ نازل کی گئی واضح آیتوں اور دلیلوں کو چھپاتے ہیں جب کہ اللہ نے بتا دیا کہ وہ ساری انسانیت کے لئے ہے۔

یہ ہدایت اسلام کی ہدایت ہے جب کہ آج کئی لوگوں کو یہ وراثت میں ملی ہے یہ سب کے لئے ہدایت ہے۔ جو کوئی اسے چھپائے گا وہ اللہ کی طرف سے دی گئی امانت کو چھپائے گا، اور اللہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی اسے چھپائے گا اس پر اللہ کی لعنت ہوگی اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہوگی۔ یہ بہت ہی خطرناک دھمکی ہے اور اللہ کی دھمکی کوئی بھاری چیز نہیں، اور شاید یہ بھی ایک وجہ ہے کہ سارے انسان آج ذلت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ کیا ہم اپنی حالت کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں؟ تو اس وقت ہمیں کیا کرنا ہوگا اس کا جواب آیت کا دوسرا حصہ دیتا ہے کہ

سوائے ان لوگوں کے۔

- (الف) جو توبہ کرتے ہیں (جو اخلاص کے ساتھ اپنی غلطی کا احساس کرتے ہیں اور اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں)
 (ب) اپنے آپ کی اصلاح کرتے ہیں۔ (پیغام کو اپنے آپ کے لئے خاص کرنے سے رک جاتے ہیں اور اسے دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔)
 (ج) دلائل کو ظاہر کرتے ہیں۔ (جسے وہ لوگ چھپا رہے تھے۔) (اور کھلے طور سے اسے بیان کر دیتے ہیں۔
 تو ایسوں کی توبہ میں قبول کرتا ہوں.....)

جو اللہ کی دلیلوں کو چھپائے اس سے بڑا ظالم کون ہوگا؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهُ مِنَ اللَّهِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ

(بقرہ: ۱۴۰)

اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ کی وہ شہادت چھپائے جو اس کے پاس ہو؟ اللہ تمہارے کاموں سے غافل نہیں۔

بدلنے کی دھمکی

فرض کرو کہ آپ ایک اسکول کے مالک ہیں جس میں آپ کسی کو پرنسپل کے طور پر رکھنا چاہتے ہو آپ اسے ہر وہ ذمہ داری دیں گے جو ایک پرنسپل کی ہوتی ہے، لیکن اس وقت آپ کیا کریں گے جب آپ کو معلوم ہو کہ پرنسپل اپنی ذمہ داری نہیں پوری کر رہا ہے۔ لیکن وہ نظر انداز کرتا ہے اور اپنا وقت ضائع کرتا ہے۔ تو تم اس وقت کیا کرو گے؟ اسے دھمکاؤ گے۔ اس کے بعد کیا کرو گے؟ اسے نکال دو گے! تم اسے وہاں نہیں رکھو گے اور نہ اس عہدے پر رکھو گے جس کی ذمہ داری کو وہ پورا نہیں کرتا۔ اور جب اللہ نے ہمیں ذمہ داری دی جس کی وجہ سے خیر امت کا لقب دیا، (ذمہ داری کو پورا نہ کرنے پر) اللہ نے ہمیں اس پیغام کے نہ پہنچانے پر دھمکی بھی دی۔ لیکن پھر بھی ہم اپنی ذمہ داری کو نظر انداز کرتے رہے، کیا پھر بھی آپ یہ سوچ سکتے ہو کہ آپ اس عہدے پر رہیں گے؟
 سنو! اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں کہتے ہیں

وَإِنْ تَوَلَّوْا يَسْتَبَدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ

(محمد: ۳۸)

اگر تم نے اعراض کیا تو تم کو بدل کر دوسری قوم لے آئے گا جو تم جیسی نہ ہوں گی۔

تم اسے پکارو گے لیکن تمہاری دعا قبول نہیں کی جائے گی۔

ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرَنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللَّهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ

ثُمَّ تَدْعُونَهُ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ضرور بضرور بھلائی کا حکم دو گے اور ضرور بضرور برائی سے روکو گے ورنہ قریب ہے کہ اللہ تم پر عذاب بھیجے گا پھر تم اسے پکارو گے تو تمہاری پکار قبول نہ کی جائے گی۔ (حسن: ترمذی ۲۱۶۹)

دعوت کیسے دیں؟

کیسے بلائیں!

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں

أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ

آپ اپنے رب کے راستہ کی طرف لوگوں کو حکمت کے ساتھ اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیے، اور ان سے بہترین طریقہ سے گفتگو کیجئے۔ بیشک آپ کا رب ہدایت یافتہ لوگوں کو جانتا ہے اور وہ گمراہوں کو بھی جاننے والا ہے۔ (نحل: ۱۲۵)

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کام کے لئے تین ہدایتیں کی ہیں

۱۔ حکمت

۲۔ بہترین نصیحت

۳۔ اور بہترین طریقہ سے حجت

تیسرا نقطہ جو ہمیں بتایا گیا ”بہترین طریقہ سے اخلاق کے ساتھ حجت کریں“ معنی یہ ہے کہ اخلاقی حد کو نہ پار کریں۔ آپ غور کریں کہ کس طرح کوئی حجت کرے گا جب تک کہ رائے میں کوئی اختلاف ہی نہ ہو۔ جس کی بنیاد پر وہ حجت کرے.....

اللہ تعالیٰ سورہ عنکبوت میں فرماتے ہیں:

وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

(سورہ عنکبوت ۲۹: ۳۶)

تم اہل کتاب سے بہترین طریقہ سے بحث و مباحثہ کرو۔

دلیلوں سے بات کریں

اللہ تعالیٰ سورہ یوسف میں فرماتے ہیں:

قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي

وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ

آپ کہہ دیجئے! میری راہ یہی ہے میں اور میرے فرمانبردار اللہ کی طرف بلا رہے ہیں پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ۔ اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکوں میں نہیں۔

(یوسف: ۱۰۸)

محمد ﷺ اور ان کے متبعین اللہ کی راہ کی طرف بصیرت کے ساتھ بلا رہے ہیں جس کا معنی ہے کھلی اور واضح دلیل۔ جو ایسے ہو جسے ہم ہماری آنکھوں سے دیکھ سکیں۔ ہمیں واضح اور صحیح علم کے ذریعہ لوگوں کو دعوت دینا چاہیے نہ کہ اندازے اور شک کے ذریعہ۔ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے بصیرۃ کا معنی بتلاتے ہیں۔

☆ یقین

☆ برہان: واضح دلیل

خاص جماعت

اللہ تعالیٰ سورہ آل عمران میں فرماتے ہیں:

وَلَتَكُنَّ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف لائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے، اور یہی لوگ فلاح و نجات پانے والے

(آل عمران: ۱۰۳)

ہیں۔

جس طرح ہم ڈاکٹروں اور اساتذہ کی جماعت دیکھتے ہیں اسی طرح ہمیں ایک ایسی جماعت رکھنی چاہیے جو اللہ کا پیغام پہنچائے، بھلائی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔ لیکن اس کا معنی یہ نہیں کہ دوسروں پر سے اب یہ ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے جس کی دلیل میں ہم کئی آیتیں دیکھ سکتے ہیں جیسے کہ ہم نے سورہ آل عمران ۱۱۰: ۱۱۱ میں دیکھا کہ ”تم بہترین امت ہو جو لوگوں

کے لئے نکالے گئے ہو تم لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔“
اس آیت میں لفظ ”تم“ سے خطاب ہوا ہے جو کہ مسلمانوں کی طرف اشارہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سورہ توبہ میں فرماتے ہیں

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ

مسلمانوں کو یہ نہ چاہیئے کہ سب کے سب نکل کھڑے ہوں سو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت جایا کرے تاکہ وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں اور یہ لوگ اپنی قوم کو جب کہ وہ ان کے پاس آئیں، ڈرائیں تاکہ وہ ڈر کر اللہ کی طرف واپس آجائیں۔
(توبہ: ۱۲۲)

دعوت کی ذمہ داریاں

۳۳:۴۱ = ”..... جو اللہ کی طرف بلاتا ہو۔۔۔۔۔“

۱۰۸:۱۲ = ”..... میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔۔۔۔۔“

۶۴:۳ = ”..... ہم صرف اللہ کی عبادت کریں۔۔۔۔۔“

دعوت کی سب سے پہلے ذمہ داری یہ ہے کہ عقیدہ کی اصلاح کی جائے۔ اور یہ صرف توحید کی اہمیت کی وجہ سے ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں سورہ نساء میں فرماتے ہیں

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ

بلاشبہ اللہ رب العالمین اسے کبھی معاف نہیں کرے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے اور اس کے علاوہ (گناہ) جس کے لئے چاہے معاف کر دے گا۔
(نساء: ۴۸)

سب سے پہلے ہمیں جب کسی غیر مسلم یا مسلم کو مکمل اسلام کی طرف بلانا ہو تو عقیدہ کی طرف بلایا جائے۔ ایک بندے کو کئی عقائد میں سے اللہ کا تصور سمجھنا سب سے زیادہ ضروری ہے۔
ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى الْيَمَنِ

فَقَالَ ادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ

فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ

فَاعْلَمْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ

اللہ کے رسول ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی جانب بھیجا تو فرمایا بلاشبہ تم اہل کتاب کی ایک قوم کے پاس جا رہے ہو پس سب سے پہلے تم انہیں اللہ کی عبادت کی طرف بلانا جب وہ لوگ اللہ کو پہچان لیں تو تم انہیں خبر دینا کہ اللہ نے ان پر دن و رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔۔۔۔۔
(بخاری: ۱۳۸۹)

اللہ کے نبی ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلے توحید کی دعوت کا حکم دیا۔

صرف مسلمانوں کے درمیان دعوت دینا کیسا ہے؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم صرف مسلمانوں کو ہی دعوت دیں گے۔ تو ہم کس طرح اللہ کے حکم کو پورا کر سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ، تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ وَ إِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ .

آپ کہہ دیجئے اے اہل کتاب! ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو رب بنائیں۔ پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں۔ (آل عمران: ۶۴)

ہم کس طرح اپنی ذمہ داری کو پورا کریں گے جب کہ اللہ نے ہمیں اس طرح حکم دیا ہے کہ تم کہو! اے اہل کتاب، اے یہود، اے نصاریٰ، اے مشرکوں، اے انسانوں، اے بنی آدم۔ ہاں! ہمیں مسلموں کے ساتھ غیر مسلموں کو بھی دعوت دینا ہے اور تو اور اہل کتاب کو بھی جنھیں اللہ کی طرف سے کئی کتابیں دی گئیں۔

خاتمہ

کیا تم اللہ سے زیادہ کسی اور سے پیارا کرتے ہو

ہم مسلم لوگوں پر الزام رکھتے ہیں کہ ہم سب سے زیادہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ آپ فرض کیجئے! آپ کو معلوم ہوا کہ کسی نے آپ کی والدہ یا آپ کی بہن کو گالی دی یا برا بھلا کہا ہے۔ تو اس وقت آپ کیا کریں گے؟ یقیناً آپ کچھ نہ کچھ تو کریں گے۔ اگر آپ نہیں کر سکتے تو آپ کسی سے کچھ کروائیں گے۔ اگر آپ کچھ نہیں کر سکتے تو کیا آپ سکون سے سو پائیں گے؟ کیا آپ راحت سے رہ سکیں گے؟ کیونکہ آپ اپنی والدہ اپنی بہن سے محبت کرتے ہیں!.....!

دیکھیں اللہ تعالیٰ کیا کہتا ہے:

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا ، لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ،

تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَنْفَطَرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا أَنْ دَعَا لِلرَّحْمَنِ وَلَدًا

وہ تو یہ کہتے ہیں کہ رحمن نے اولاد اختیار کی ہے۔ یقیناً تم بہت بری اور بھاری چیز لائے ہو۔ قریب ہے کہ اس قول کی وجہ سے آسمان اور زمین پھٹ جائے اور پہاڑ ریزے ریزے ہو جائیں۔ کہ وہ رحمن کے لئے اولاد ثابت کرنے لگے۔ شان رحمن کے لائق نہیں کہ وہ اولاد رکھے۔

(مریم: ۸۸-۹۱)

اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جو لوگ کہتے ہیں ”اللہ نے بیٹا جنا ہے“ وہ بہت ہی گندی بات، اور اللہ کے تعلق سے بہت ہی بری بات کہتے ہیں! اور جو بات اللہ کے بارے میں کہی گئی ہے اس کے وجہ سے قریب ہے کہ آسمان، زمین، پہاڑ سب کے سب تباہ ہو جائے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اگر زمین، آسمان اور پہاڑ کے اندر یہ حس اور قوت ہوتی تو وہ برباد ہو جاتے۔

ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ اللہ سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں۔ تو کیوں ایسا ہو رہا ہے کہ لوگ اللہ کو گالی دے رہے ہیں اور ہم کچھ نہیں کر رہے۔ لوگ اللہ کا ساتھی اور شریک بنا رہے ہیں لیکن ہم جین سے سو رہے ہیں اور ہم اپنی زندگی کو مسلسل آرام کے ساتھ گزار رہے ہیں۔ اور یہ ہمارے اندر کوئی تبدیلی نہیں لا رہا ہے۔ کیا ہم یقیناً اللہ سے محبت کرتے ہیں؟

ایک عظیم تجارت!

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُجْزِيكُمْ مِّنْ عَذَابِ أَلِيمٍ ، تُوْمِنُونَ بِاللَّهِ وَ رَسُولِهِ وَ تَجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَ أَنْفُسِكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ، يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَ يُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَ مَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتٍ عَدْنٍ ذَلِكِ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ وَ أُخْرَىٰ تُحِبُّونَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللَّهِ وَ فَتْحٌ قَرِيبٌ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ

اے ایمان والو! کیا میں تمہیں وہ تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے۔ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم میں علم ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور تمہیں ان جنتوں میں پہنچائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور صاف ستھرے گھروں میں جو جنت عدن میں ہوں گے، یہ بہت ہی بڑی کامیابی ہے۔ اور تمہیں ایک دوسری (نعمت) بھی دے گا جسے تم چاہتے ہو وہ اللہ کی مدد اور جلد فتح

(صف: ۱۰ - ۱۳)

یابی ہے۔

یہاں ایک عظیم تجارت کی بات ہو رہی ہے۔ جس میں خرچ کیا ہے؟
جس کا خرچ ہے!

☆ اللہ پر ایمان

☆ اللہ کے رسولوں پر ایمان

☆ اللہ کی راہ میں اپنے مال سے کوشش کرو

☆ اللہ کی راہ میں اپنی جان سے کوشش کرو

اس کا فائدہ ہمیں کیا ملے گا؟

منافع

☆ اللہ تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا

☆ ایسے باغات میں داخل کرے گا جس کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی

☆ ہمیشگی اور سکون والے باغات میں آرام دہ زندگی

☆ اور ایک دوسری چیز۔ جسے ہر کوئی چاہتا ہے اللہ کی طرف سے مدد اور قریبی فتح

کون اس تجارت سے نفع حاصل کرنے کی کوشش کرے گا، جو موقع اللہ نے پیش کیا ہے؟ اللہ کی راہ میں طاقت بھر کوشش کرو۔ اسلام کا پیغام جتنے انسانوں تک پہنچانا ممکن ہو پہنچا دو۔ جان لو اتب ہی ہم مسلمانوں کے لئے ممکن ہو گا کہ اپنے آپ کو ان موجودہ مشکلات سے نکالیں جن فسادات میں مسلم مارے اور پھنساے جا رہے ہیں۔ یقین مانو کہ اگر ہم اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچا دیں گے اور لوگوں میں اسلام کے تعلق سے موجود غلط فہمیوں کو دور کرنے میں کوشش کریں گے اور اسلام کا صحیح پیغام لوگوں تک پہنچائیں گے۔ تو اللہ ہم سے ”فتح قریب“ (قریبی فتح) کا وعدہ کرتا ہے اور اللہ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔